الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

افضلیتِ خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حق کی آواز

رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بزمِ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

فہرست

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۳	پیش لفظ	۱
۷	حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت پر اہلسنت کی پہلی دلیل	۲
۹	محبت کی کہانی حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی۔	۳
۱۰	حضرت ابُوبکر کی افضلیت پر اہلِ سنت کی دُوسری دلیل ۔	۴
۱۱	حضُور جناب مجدد پاک کا فرمان ۔	۵
۱۲	حضرت ابُوبکر کی افضلیت پر اہلِ سُنت کی تیسری دلیل ۔	۶
۱۳	حضرت علی کی کُلی فضیلت پر شیعوں کے دلائل اور ان کا جواب	۷
۱۷	حضرت ابُوبکر صدیق کی افضلیت پر اہلِ سنت کی چوتھی دلیل ۔	۸
۱۸	شیعوں کو اپنے مدعا پر تیسری دلیل اور اس کا حشر ۔	۹
۲۱	حضرت ابُوبکر صدیق کی افضلیت پر اہلِ سنت کی پانچویں دلیل	۱۰
۲۱	شیعوں کے افضلیتِ حضرت علی کے بارے میں مزید دلائل ۔	۱۱
۲۲	فرمان حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی ۔	۱۲
۲۶	فرمان حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ	۱۳
۲۳	امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایمان افروز بیان	۱۴
۲۳	حق چار یار کی حقیقت ۔	۱۵
۲۶	کلام حضرت میاں محُمد صاحب ۔	۱۶
۲۶	شاہی سکول پر چار یار	۱۷
۲۷	حدیث پاک کا مضمون	۱۸
۲۸	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں ۔	۱۹
۲۹	شیعوں سے اہلسنت کے کچھ سوالات ۔	۲۰

پیش لفظ

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا تمہاری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سی ہے کہ یہودیوں نے ان سے اس قدر اظہار بغض کیا کہ آپ کی والدہ پر بہتان لگا دیا۔ اور نصاریٰ نے اس حد تک محبت میں غلو کیا کہ آپ کے متعلق ایسی باتیں کہہ دیں جو آپ کے لائق نہ تھیں۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے متعلق دو قسم کے آدمی ہلاک ہوں گے۔

اوّل: میری محبت میں غلو کرتے ہوئے ایسی باتوں سے میری تعریف کرنے والے جو فی الواقع مجھ میں موجود نہیں۔

دوم: میرے ساتھ بغض و عناد میں اس حد تک پہنچنے والے کہ میری عداوت انہیں مجھ پر افترا تراشنے پر ابھارے گی[1]

مدینۃ العلم سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور باب مدینۃ العلم سید العرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ارشادات کو بغور پڑھو اور تاریخ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھو کہ رافضیوں نے جناب امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کس قدر غلو سے کام لیا کہ آپ کو خدا تک کہنے سے گریز نہ کیا اور عبداللہ بن سبا یہودی منافق کی سازشوں کا شکار ہو گئے اور ائمہ اہلبیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف وہ کچھ منسوب کیا جسے وہ اپنوں کے سامنے بھی بیان کرنے سے ندامت

---

[1]: مسند امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

محسوس کرتے ہیں اور ان کا ضمیر انہیں ملامت کرتا ہے اور اگر کوئی ان کی ایسی باتوں کی طرف ان کی توجہ کرائے تو شرمندگی سے سر جھکا لیتے ہیں۔

اسی طرح آپ سے عناد رکھنے والے خارجیوں نے (جو کہ آج کل دیوبندیوں نجدیوں وہابیوں اور مودودیوں کے روپ میں عوام کو گمراہ کر رہے ہیں) آپ کو گمراہ کہنے بلکہ کفر و شرک کا فتویٰ لگانے میں بھی کوئی باک محسوس نہ کی۔

آپ کو اور آپ کے صحیح پیروکار سواد اعظم اہلسنت کو شرک کی زد میں لاتے ہوئے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ جبکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے متعلق واضح نشاندہی فرمائی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی کہ جب یہ تمہارے دور میں ظاہر ہوں گے تو ان کا اچھی طرح استیصال کرنا مزید فرمایا۔

لِئِنْ وَجَدْتُّهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ۔	کہ اگر میں ان کو پاؤں تو اس طرح قتل کروں جسطرح قوم عاد تباہ کی گئی

اور امتِ مرحومہ کو درپیش خطرات سے آگاہ فرماتے ہوئے ان مشرک ساز بزعم[1] خویش توحید پرستوں سے یوں خبردار فرمایا۔

عَنْ حذیفۃ ابن الیمان	حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال:	سر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ	کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
علیہ وسلم اِنَّ مِمَّا اَتَخَوَّفُ علیکم	ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی امت میں جن
رجلٌ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ حتّٰی رویت	فتنوں کا خطرہ ہے ان میں سے ایک یہ ہے
بھجتہ علیہ وَکَانَ رِدَاءً لِلْاِسْلَامِ	کہ ایک آدمی ہوگا جو قرآن پاک پڑھے
اعتراہ الی ماشاءَ اللّٰہُ انسلخ	گا اور قرآن کی رونق اس کے

---

[1] یہ بزرگ نئے دن نیا انداز اپنا کر، جن القاب و الفاظ کو پہلے توہین تصور کرتے تھے آج انہیں القاب کا لیبل لگا کر اپنے اجتماعات کی رونق بڑھانے کی خوش فہمی میں مبتلا ہیں یہ لوگوں کے روپ میں نرالی ایک بڑی آفت ہے۔

منه ونبذه وراء ظهره وسعى على جاره بالسيف ورماه بالشرك قال قلت يا نبي الله ايهما اولى بالشرك المرمي او الرامي قال بل الرامي [1]

چہرے پر عیاں ہونا شروع ہو جائے گی اور اس کا اوڑھنا بچھونا اسلام ہو گا تو اللہ تعالیٰ اُسے کسی گھمنڈ میں مُبتلا کر دے گا تو وُہ اسلام کی چادر سے نکل جائے گا (جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکلتا ہے) اور وُہ اسے پس پشت ڈال دے گا۔ اور اپنے پڑوسی پر تلوار لے کر حملہ کرے گا۔ اور شرک کا فتویٰ و تہمت لگائے گا۔

حضرت حذیفہ نے عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان دونوں میں سے کون شرک کا حق دار ہوگا۔ جس پر فتویٰ لگا ہے یا فتویٰ لگانے والا۔ تو سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ شرک کی تہمت لگانے والا خود شرک کا زیادہ حقدار ہوگا۔ (کیونکہ وُہ بے گناہ مُسلمان کو مشرک کہہ رہا ہے۔)

اس حدیث شریف کو پڑھو اور توحید کے نام پر اُٹھنے والی تحریکوں کا جائزہ لو کیا یہ لوگ، وہی تو نہیں جن کی اس حدیث میں نشاندہی کی گئی ہے؟ اور ان سے خبردار کیا گیا ہے حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف صف آراء ہونے والے خارجی اس حدیث کا مصداق ہیں یا نہیں؟

کیا وُہ ابن عبدالوہاب نجدی قرن الشیطان (جسے وہابی نجدی کشافاً للمشکلات حلالاً للمعضلات کہتے ہیں[2]) جس نے سرزمین عرب پر بسنے والے عشاق مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ واتباعہ وسلم پر شرک کا فتویٰ لگا کر انہیں تہہ تیغ کیا ان کے اموال اموال غنیمت سمجھ کر لوٹ لیے اس حدیث جید کی زد میں آتا ہے یا نہیں!

ہندوستان میں نجدی وہابی تحریک کا بانی مولوی اسماعیل دہلوی اور اسکا پیر و مرشد سید احمد بریلوی ہزارہ سرحد کے سُنی حنفی غیور مُسلمانوں کو شرک کی آڑ میں شہید کرنے، انکی

۱؎۔ ابن کثیر بسند جید ص۲۶۵ ۔ ۲؎ :۔ کتاب التوحید ص۱ ۔

جائدادیں قبضہ میں لینے اور پھر انہیں کے پاکیزہ ہاتھوں انجام کو پہنچنے والے اس حدیث مبارکہ کی رو سے مُشرک قرار پاتے ہیں یا نہیں؟

حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ان دونوں دشمنوں کے متعلق دُعا کی۔

اَللّٰھُمَّ الْعَنْ کُلَّ مُبْغِضٍ	اے اللہ ہمارے متعلق بغض رکھنے
لَنَا وَکُلَّ مُحِبٍّ غَالٍ	والوں اور محبت میں غلو کرنیوالوں پر
لَنَا۔ لہ	لعنت فرما۔

ان شواہد سے واضح ہوتا ہے کہ رافضی اور خارجی افراط و تفریط کا شکار ہیں اور خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جناب علی المرتضٰے کا پسندیدہ طریقہ وہی ہے جس پر اہلسنت وجماعت گامزن ہیں۔ والحمد للہ علی ذٰلک پیش نظر رسالہ افضلیت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ دراصل چند سوالات کے جوابات ہیں جو ادارہ غوثیہ رضویہ اور بزم عاشقانِ مصطفٰے والوں نے حضرت محقق العصر رئیس العلماء شیخ الحدیث والتفسیر استاذی المکرم قاضی غلام محمود ہزاروی دامت برکاتہ کی خدمت میں ارسال کیے تو آپ نے ان کے کافی وشافی جواب عنایت فرمائے جو کہ مدلل حوالہ جات سے مزین ہونے کے ساتھ ساتھ عام فہم بھی ہیں اور کچھ سوالات بھی کیے گئے ہیں تاکہ قارئین بھی اعتراض کرنیوالوں سے کچھ دریافت کر سکیں اور یہ حضرت ممدوح کی کمال کرم نوازی ہے کہ ادارہ غوثیہ رضویہ مصری شاہ اور اسکے معاونین نے جب بھی کوئی مسئلہ ارسال کیا تو آپ نے دیگر مصروفیات کو موقوف فرماتے ہوئے اولیں فرصت میں اس کا جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کے فیض کو مزید عام تر فرمائے۔ اس کی اشاعت کا اہتمام کرنیوالے اراکین بزم عاشقانِ مصطفٰے فلیمنگ روڈ کی اس سعی بلیغ کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے اُسے رشد وہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ظہور احمد جلالی

جامع مسجد مدینہ مصری شاہ لاہور۔

لہ: رواہ احمد مشکوٰۃ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً ۔

سوال نمبر ۱ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں یا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

جواب اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی بہت سے فضائل ہیں اور اہلِ سُنّت ان کے دِل سے قائل ہیں، لیکن اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ فضیلتِ کلیہ، مطلقہ کاملہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے۔ اور اس کے دلائل یہ ہیں۔

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت پر اہلِ سُنّت کی پہلی دلیل

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

ثانی اثنین اِذھما فی الغار اذیقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا[۱]

ترجمہ:۔ دو میں سے دُوسرا جبکہ وُہ دونوں غار میں تھے۔ جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ (ابُوبکر) غم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

طرزِ استدلال ہجرت کا واقعہ اہلسنت کی تفسیروں وغیرھا کے علاوہ اہلِ تشیع کی کتابوں میں بھی مذکور ہے۔ چنانچہ اُن کی تفسیروں میں سے۔

(۱) تفسیر منہاج الصادقین ۔
(۲) تفسیر امام حسن عسکری ص ۱۸۹ ۔

اور ان کی دُوسری کتابوں میں سے۔

(۱) حیات القلوب ص ۳ ج ۲ ۔

---

[۱] :۔ پارہ ۱۰ رکوع ۱۲ ۔

(۲) حملہ حیدری ۔
(۳) غزواتِ حیدری ص۴۵ ۔
(۴) ناسخ التواریخ وغیرھا میں بھی یہ زرّیں واقعہ نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ چنانچہ فتح اللہ کاشانی شیعی اپنی تفسیر "منہج الصادقین" میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

پس پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم شب پنجشنبہ در شہر مکہ الخ۔

ترجمہ:۔ رسُول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جُمعرات کی رات کو مکہ مکرّمہ میں امیرالمُومنین کو اپنی جگہ پر سونے کا حُکم دیا اور خُود ابُوبکر کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں ہمراہ لے کر باہر آئے اور اس غار کا قصد فرمایا۔[1]

مذہب شیعہ کی کتاب "تفسیر حسن عسکری" میں مروی ہے کہ۔

جب کفار نے حضُور کو قتل کرنے کا منصُوبہ بنایا تو جبرئیل حاضر خدمت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا۔ کفار کی ریشہ دوانیوں کی اطلاع دی اور یہ پیغام الٰہی بھی گوش گذار کیا کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اس پُرخطر سفر میں ابُوبکر کو اپنے ہمراہ لے جائیں"۔

اب ہم اہلِ تشیع سے پُوچھتے ہیں کہ کیا اب بھی وہ نُوراللہ شوسشتری کی بات مانیں گے یا کہ اپنے گیارہویں امام حضرت امام حسن عسکری کے ارشاد کو تسلیم کریں گے۔

اہلِ تشیع کے ایک فاضل فتح اللہ کاشانی تفسیر "منہج الصادقین" میں اسی آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

جب ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار میں سے کفّار کو دیکھا تو اُنہیں بڑا اضطراب لاحق ہُوا عرض کی یارسُول اللہ اگر کسی نے اپنے پاؤں کی طرف دیکھا تو وُہ ہمیں دیکھ لے گا۔ حضُور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا اے ابُوبکر! ان دو کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیرا اللہ ہو۔[1]

---

[1] :۔ یہ فارسی عبارت کا ترجمہ ہے۔

قریب ہیئے شیشوں کی اپنے گھر کی تفسیر کی گواہی۔ اور اس سے بڑی عزت افزائی کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔

اب قرآنِ پاک کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کے ساتھ اللہ ہے تو یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو ہی غار میں اپنے ساتھ رکھا اور پھر قبر میں بھی اپنے ساتھ اور قریب رکھا ہے۔

یاد رکھیئے کہ معیتِ الٰہی کی بہت سی قسمیں ہیں اور ان تمام میں اعلیٰ وارفع معیتِ الٰہی کی وہ قسم ہے جو سیّد الانبیاء والرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے مخصوص ہے اور حضور علیہ السلاۃ والسلام نے اپنے یارِ وفادار کو اِنَّ اللہَ مَعَنَا فرما کر اس خصوصی معیت میں شرکت کی سعادت ارزانی فرمائی۔

محبّت کی کہانی حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی

ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے شاعرِ دربارِ نبوت حضرت حسّان سے پوچھا کہ کیا تم نے شانِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بھی کچھ اشعار کہے ہیں، انہوں نے عرض کی ہاں یارسُول اللہ۔ میں نے آپکے یارِ غار کی مدحت سرائی بھی کی ہے فرمایا سناؤ، میں سُننا چاہتا ہوں۔ حسّان نے عرض کیا ؎

وَكَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللهِ قَدْ عَلِمُوا ، مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ الرَّجُلَا۔

ترجمہ:۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے رسُول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔ اور لوگوں کو اس بات کا علم تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق میں سے کسی کو آپ (ابوبکر صدیق) کا ہم پلہ نہیں سمجھتے۔"

حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ شعر سُن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہنس پڑے، فرمایا اے حسّان تم نے سچ کہا ہے۔ ابوبکر ایسے ہی ہیں"

شیعوں سے سوال تم لوگ تو اماموں کو معصوم مانتے ہو یعنی نبیوں اور فرشتوں کا ہم پلہ مانتے ہو تو پھر گیارہویں امام حسن عسکری بقول تمہارے معصوم ہوتے ہوئے کیسے غلط بات لکھ سکتے ہیں تو پھر یا تو اُن کی بات تسلیم کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کے قائل ہو جاؤ یا پھر بصورتِ دیگر اپنے اماموں کو معصوم ماننے کا عقیدہ چھوڑ دو۔ کیوں کیا خیال ہے تمہیں ان دو میں سے کونسی بات پسند ہے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت پر اہلسنت کی دوسری دلیل

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ دستِ حق پرست پر بیعت کی تھی اور اُن کے پیچھے (اُن کی اقتدا میں) نمازیں پڑھی ہیں تاریخ کو جھٹلا کر اس بات سے انکار تو کوئی کر سکتا نہیں۔ اور جس کی بیعت کی جائے وہ تو پیر ہوتا ہے۔ لہٰذا حضرت ابوبکر تو پیر ہوئے اور حضرت علی مُرید اب کیسے پیر افضل ہوتا ہے یا کہ مُرید۔ شاید شیعوں کے ہاں مُرید افضل شمار ہوتا ہو لیکن پوری دُنیا کے ہاں تو پیر ہی افضل قرار پایا ہے۔ اور ہاں واضح رہے کہ وہ بیعت ظاہری طور پر تو خلافت کی بیعت تھی لیکن باطنی طور پر معرفت اور پیری و مُریدی کی بیعت بھی تھی۔ جیسا کہ ہمارے فاضل حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب نے مرآت شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے نمازیں ان ہی کی اقتدا میں ادا کی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔ اجعلوا ائمتکم خیارکم "یعنی اپنے امام انکو بنایا کرو جو تم سب میں بہترین ہوں"۔ اسی لیے دُنیا جانتی ہے کہ امام مقتدی سے افضل ہوتا ہے۔ اب اس میں کیا شک رہا کہ ابوبکر صدیق حضرت علی مرتضیٰ سے افضل ہیں۔

اعتراض اب رہا شیعوں کا یہ خیال کہ حضرت علی خوف کی وجہ سے اُن کے پیچھے نمازیں تو پڑھا کرتے تھے لیکن دل سے ان کو مسلمان و صاحبِ ایمان نہیں سمجھتے تھے۔ (معاذ اللہ)۔

جواب یہ حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حلہ ہے اور اسکے شواہد یہ ہیں۔

اولاً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب ذُوالفقار تھے۔ اور بہادروں کے بہادر تھے پھر اُن کے خوفزدہ ہونے کے کیا معنے۔ اور خصوصًا دین کے معاملے میں ڈر کر ایک ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور پھر ایک دو وقت نہیں سالوں تک پڑھتے چلے جانا جو کہ بقول اہل تشیع (معاذاللہ) مُسلمان تک نہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین نہیں تو اور کیا ہے

ثانیاً جہاں پر مُسلمان کا دین سلامت نہ رہ سکتا ہو وہاں سے اس کو ہجرت کر جانے کا حکم اسلام نے دیا ہے تو اگر بالفرض حضرت علی کو جان کے خوف کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھنا ہی پڑتی ہو تو سوال یہ ہے کہ انہوں نے وہاں سے ہجرت کیوں نہیں کی تھی۔ اگر دِن کو نہیں کر سکتے تھے تو رات کو ہجرت کر جاتے جیسا کہ حضرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرمائی تھی۔ تو جیسا کہ حضرت علی نے اپنی خلافت کے عہد میں مدینہ منورہ کو چھوڑ کر کوفہ کو اپنا دارُالخلافہ بنایا تھا بامر مجبُوری پہلے ہی مدینہ کو خیرباد کہہ دیتے۔ معاذاللہ بقول شیعہ حضرات غیر مسلموں کے پیچھے اپنی نمازیں کیوں ضائع کرتے رہے اور پھر ایک دو نہیں ۲۵ سال تک خلفاء ثلثہ کے پیچھے برابر نمازیں پڑھتے رہے۔ اب کیا کوئی عقل رکھنے والا آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت علی مُرتضیٰ اسقدر اپنی نماز جیسی محبُوب عبادت معاذاللہ ضائع کرتے رہے ہیں۔ اور اہل تشیع کا یہ کہنا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دِل سے خلفاء ثلاثہ کو مُسلمان نہیں بلکہ معاذاللہ منافق سمجھتے تھے اور اُوپر اُوپر سے ان کی بیعت کرتے اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے۔ معاذاللہ حضرت علی کو منافق قرار دینا ہے کیونکہ منافق بھی تو ہوتا ہے جو دِل میں اور بات رکھے اور زبان سے اور کہے اور پھر خصوصًا دین کے معاملے میں ایسا کرے۔

حضُور جناب مجدد پاک کا فرمان چنانچہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ (ترجمہ) اور تعجب ہے کہ اہل بیت کو (شیعہ) منافق کی صفت سے متصف کرتے ہیں کہ تیس ۳۰ سال تک صحابہ سے تقیہ کا منافقانہ برتاؤ کرتے رہے۔

اوران کی تعظیم وتکریم کرتے رہے۔ یہ صفت جو منافقت کی بدترین صفت ہے۔ اہل بیت جیسے پاک نفوس کی طرف منسوب کرتے ہیں[1]

تواب امام ربانی کے اس ارشاد کی روشنی میں شیعہ اہل بیت کے محب کہاں ہوئے بلکہ وہ توان کو معاذ اللہ منافق مان کر اور تقیہ کی ان کی طرف نسبت کرکے ان کے بدترین دشمن اور انتہائی گستاخ اور بے ادب ٹھہرے ہیں۔ خدا ہدایت کرے اور اماموں کی طرف تقیہ اور منافقانہ برتاؤ کی نسبت کرنے سے بچائے آمین۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت پر اہلسنت کی تیسری دلیل

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ۔

میرے منبر اور میرے حجرے کے درمیان کا حصہ زمین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔"

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دوسرا ارشاد یہ ہے کہ:۔

آدمی کا خمیرہ جہاں کا ہوتا ہے وہیں پر وہ دفن ہوا کرتا ہے۔"

اوران دونوں ارشادوں کو سبھی تسلیم کرتے ہیں۔

طرزِ استدلال اب حضرت ابوبکر صدیق کی فضیلت پر طریق استدلال اس طور پر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق آپ کے اسی حجرے میں دفن ہیں جو کہ ریاض الجنۃ ہے۔ تو پھر یہ تو کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں بلکہ ایک چشم دید حقیقت ٹھہری کہ حضرت ابوبکر یقیناً جنتی اور جنت کے باغ میں مدفون ہیں۔

اور پھر اس سے یہ بھی واضح ٹھہرا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا خمیر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کا ہے جبھی تو حضور کے بالکل ساتھ مدفون ہوئے ہیں۔ اور

---

[1]: مکتوبات امام ربانی حصہ سوم، مکتوب ۲۸ بنام محمد صالح ترک۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بلا شبہ افضلِ عالم ہیں تو حضرت ابُوبکر رسُول اللہ کے متصل بعد افضلِ عالم اور پھر اُن کے بعد حضرت عمر فاروق سب سے افضل ٹھہرے ہیں۔ اور ان کے علاوہ تیسرا کوئی بھی چاہے وہ کتنا بھی بڑا اور صاحبِ فضیلت کیوں نہ ہو ان دو ہستیوں جیسا نہیں ہے۔

یہ تو کچھ دلائل تھے جن سے رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متصل بعد حضرت ابُوبکر صدیق اور پھر ان کے بعد حضرت عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دُوسرے سب حضرات پر فوقیت اور برتری ثابت ہوتی ہے۔ اور ابھی اس مسئلہ پر بہت سے دلائل باقی ہیں۔

لیکن اب ہم شیعوں کے حضرت علی کی کُلّی فضیلت ثابت کرنے کے لیے کچھ دلائل کا جائزہ لیتے ہیں۔

حضرت علی کی کُلّی فضیلت پر شیعوں کے دلائل اور اُن کا جواب

دلیل ۱ حضرت علی نے نبی کریم کی امداد کی ہے۔ لہٰذا وہ سب سے افضل ہیں۔

جواب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى[1]

آلایہ

ترجمہ: تُم میں سے کوئی برابری نہیں کر سکتا ان کی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے (راہِ خدا میں) مال خرچ کیا اور جنگ کی، ان کا درجہ بہت بڑا ہے، ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جہاد کیا (ویسے تو) سب (صحابہ کرام) کے ساتھ اللہ نے وعدہ کیا ہے بھلائی (جنت دینے) کا۔

[1] ۔ پارہ ۲۷ سورہ الحدید آیت ۱۰۔

تفسیر اس آیت میں ان مہاجرین و انصار صحابہ کے متعلق زبان قدرت یہ اعلان فرمارہی ہے۔ اولٰئک اعظم درجۃ، ان کا درجہ بڑا اُونچا ہے، ان کا مقام بڑا بلند ہے۔ حضرت صدیق اکبر، حضرت فارُوقِ اعظم، حضرت عثمانِ ذوالنورین، حضرت علی مُرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قُربانیاں اپنی نظیر نہیں رکھتیں۔ اللہ تعالیٰ خُود ان کی توصیف فرمارہا ہے۔ قُرآنِ پاک ان کی عظمت کی گواہی دے رہا ہے۔

یہاں پر عُلمائے تفسیر نے ایک بڑا ایمان افروز واقعہ لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عُمر فرماتے ہیں کہ

میں بارگاہِ رسالت میں حاضر تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں بیٹھے تھے آپ نے عبا پہنی ہوئی تھی اور اس کو آگے سے باندھا ہوا تھا۔ جبریلِ امین آئے اور عرض کیا۔

ترجمہ:۔ اے اللہ کے نبی یہ کیا بات ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں ابوبکر نے ایسی عبا پہنی ہوئی ہے جسے سامنے سے کانٹوں سے بخیہ کیا ہوا ہے (کانٹوں کے بٹن لگا رکھے ہیں) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے اپنا سارا مال مُجھ پر خرچ کر دیا ہے۔ جبریل نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حُکم دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کا سلام اُبوبکر کو پہنچائیں اور ان سے پُوچھیں کیا یہ اس فقر و تنگدستی پر خُوش ہیں یا ناراض، رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے حضرتِ صدیق کو سلام پہنچایا اور یہ سوال پُوچھا، اس پیکرِ تسلیم و رضا نے کتنا پیارا جواب عرض کیا۔ "میں اپنے رب پر کیسے ناراض ہو سکتا ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ۔

میں تُجھ پر راضی ہوں جس طرح تُو مجھ پر راضی ہے" یہ سُن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے۔ حضرت جبریل نے پھر عرض کیا یا رسُول اللہ، اُس خُدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ تمام حاملینِ عرش اس قسم کی عبائیں پہنے ہوئے ہیں یعنی ان فرشتوں کا لباس بھی ایسا ہی ہے جیسے حضرت اُبوبکر کا اور سب نے حضرت ابوبکر

کی طرح کانٹوں کے بٹن لگا رکھے ہیں جس طرح کہ آپ کے اس یار نے کیا ہے[1]
دیکھا آپ نے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس حد تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد فرمائی کہ اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا اعتراف اس طرح فرمایا کہ

سب کے احسان کا بدلہ دنیا ہی میں چکا دیا ہے مگر ابوبکر کے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکا اس کے احسان کا بدلہ قیامت میں دوں گا[2]

دلیل نمبر ۲ شیعوں کی دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت علی نور ہیں۔

جواب ویسے تو نورِ معرفت جملہ صحابہ وائمہ اہلِ بیعت کو کما حقہٗ حاصل ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ حضرت علی کے نور ہونے کی کیا دلیل ہے، تو اگر اپنے اس دعوے پر کوئی دلیل تمہارے پاس ہے تو ذرا پیش کرو اور جہاں تک حضرت ابوبکر کا تعلق ہے۔ ان کی پیدائش کے وقت ان کی والدہ صاحبہ کو غیب سے یہ آواز آئی تھی۔

ترجمہ:۔ اے اللہ کی سچی بندی تجھے مژدہ ہو جس آزاد بچے کا آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یار و رفیق ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود یہ روایت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلسِ اقدس میں بیان کی، اور جب بیان کر چکے تو جبرئیل امین حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کی "ابوبکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں[3]

امام عبدالوہاب شعرانی "الیواقیت والجواہر" میں فرماتے ہیں۔
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا۔

---

[1]:۔ تفسیر قرطبی مطبوعہ بیروت لبنان۔ جلد ۷، صفحہ ۲۴۰۔ و دیگر کتب تفسیر و تاریخ وغیرہا۔
[2]:۔ حدیث و ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
[3]:۔ یہ حدیث "عوالی العرش الی معالی العرش" میں ہے اور اس سے امام احمد قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں ذکر کی۔

کیا تمہیں وُہ دِن یاد ہے۔
عرض کی ہاں یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ اُس دن یعنی روز الست میں سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہی بلیٰ (یعنی ہاں) فرمایا تھا۔
ان تمام باتوں کو ذکر کرنے کے بعد اعلیٰحضرت بریلوی فرماتے ہیں کہ۔ بالجملہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز الست سے روز ولادت اور روز ولادت یعنی خود اپنے روز ولادت سے روز وفات تک اور روز وفات سے ابدالآباد تک سردار مسلمین ہیں غرضیکہ حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نورانیت میں کسی سے کم نہیں ہیں بلکہ فائق ہیں۔ یونہی سیّدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم [1]
اعلیٰحضرت مزید فرماتے ہیں کہ
ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے داہنے دست اقدس میں صدیق کا ہاتھ لیا اور بائیں دستِ مُبارک میں حضرت عمرؓ کا ہاتھ لیا اور فرمایا هٰکذا نبعث یوم القیٰمۃ یعنی ہم قیامت کے روز یونہی اٹھائے جائیں گے۔
امام اہلسنت سیّدنا امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔ اُبوبکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظرِ رضا سے منظور رہے ہیں، اور محدث ابن عساکر زہری تلمیذ (شاگرد) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ صدیق کے فضائل سے ایک یہ ہے کہ انہیں کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک نہ ہوا۔
مطلب یہ ہے کہ حضرت صدیق اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی مؤحد ہی تھے [2]
اور امام سیوطی جنکو ۲۲ مرتبہ بقول فیض الباری شرح بخاری اور ۷۵ دفعہ بقول دیگر حضرات بیداری میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے، اپنی کتاب "خصائص الکبریٰ" میں لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میرے

لہ:۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اوّل ص۱۱ و ص۱۲۔
سہ:۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اوّل ص۱۱۔

چار یاروں کے نام عرش پر لکھے ہوئے ہیں [1]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت پر اہلسنت کی چوتھی دلیل

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ
جس نے مجھے حضرت ابوبکر پر فضیلت دی تو میں اسکو ۸۰ کوڑے افترا پردازی کی حد لگاؤں گا۔"

آپ کے اس ارشاد کو بہت سے حضرات نے نقل کیا ہے اور اس وقت میرے سامنے تفسیر قرطبی مطبوعہ بیروت کی جلد ۲ کھلی پڑی ہے اس کے صفحہ ۱۳۲ پر بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔

یونہی فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف لطیف "غایۃ التحقیق" میں امام ابن حجر مکی المتوفی ۹۷۴ھ کی کتاب الصواعق المحرقہ سے نقل کیا ہے، امام ابن حجر اور پھر اعلیٰحضرت بریلوی لکھتے ہیں کہ

اس مذکورہ ارشاد حیدری کو آپ سے اسّی سے زیادہ حضرات نے نقل کیا ہے۔

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید لکھتے ہیں کہ

بعض منصف مزاج شیعوں جیسا کہ محدث عبدالرزاق نے کہا ہے کہ میں تو حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت علی مرتضیٰ پر فوقیت و فضیلت اس لیے دیتا ہوں کہ میرے آقا حیدر کرار نے یوں ارشاد فرمایا ہے اب میں ان سے محبت و عقیدت کا دعویٰ بھی کروں لیکن اعتقاد ان کے اس ارشاد مذکور کے خلاف رکھوں تو میرے لیے بہت بڑا گناہ ہوگا [2]

---

[1] ترجمہ "خصائص" ص ۲۵ ج ۱۔
[2] غایۃ التحقیق تصنیف اعلیٰ حضرت بریلوی ص ۱۵۔

شیعوں کی اپنے مدعا پر تیسری دلیل اور اس کا حشر

دلیل نمبر ۳ حضرت علی شیرِ خدا ہیں، لہٰذا حضرت ابوبکر و عمر سے افضل ہیں۔

جواب امام بزار نے اپنی مسند میں حضرت علی سے روایت کی ہے کہ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ بتاؤ سب سے بڑا بہادر کون ہے کسی نے کہا کہ آپ، آپ نے فرمایا، میں تو ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑوں سے لڑا ہوں لیکن مجھے بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے لوگوں نے کہا ہم نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا کہ صدیق پھر آپ نے فرمایا کہ جنگ بدر کے روز ایک چھپر کے نیچے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما تھے اور کفار کا زیادہ زور اسی طرف تھا۔ ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ کون ٹھہرے تاکہ کفار کو آپ کی طرف بڑھنے نہ دے تو ہم میں سے ابوبکر صدیق کے سوا کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے۔

جب کفار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لپکتے تو حضرت ابوبکر صدیق ان پر ٹوٹ پڑتے اور مار مار کر ان کو بھگا دیتے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ابتدائے اسلام میں بھی جب قریش نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا تھا تو ہم سب دیکھ رہے تھے مگر ہم میں سے کسی کو قریب جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق وہاں اُڑ کر پہنچ گئے اور اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر قریش پر ٹوٹ پڑے اور مار مار کر انہیں بھگاتے جاتے تھے[۱]

دلیل نمبر ۴ شیعوں کی چوتھی دلیل یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضرت علی بھائی ہیں، لہٰذا افضل ہیں۔

---

[۱]: تاریخ الخلفاء ص ۳۵ / ۳۶۔

جواب تو اس سے یہ کیسے ثابت ہوگیا کہ وُہ سب سے افضل ہیں۔ دیکھئے حضورؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ

اُبوبکر و عُمر میرے کان اور آنکھیں ہیں [1]

اور حضورؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ

ہر نبی کے دو وزیر آسمان میں اور دو وزیر زمین میں ہوتے ہیں تو آسمان میں میرے وزیر جبریل و میکائیل اور زمین میں اُبوبکر و عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں [2]

دلیل نمبر ۵ شیعوں کی پانچویں دلیل کہ حضرت علی نے حضورؐ پاک کو اپنے کندھوں پر اُٹھایا تھا۔ لہٰذا وُہ افضل ہیں۔

جواب یہ غلط ہے کہ حضرت علی نے حضورؐ پاک کو کندھوں پر اُٹھایا تھا بلکہ صحیح یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن بیت اللہ شریف کے اندر جو بُت اُونچے رہ گئے تھے حضورؐ پاک نے حضرت علی سے فرمایا کہ علی، تم میرے کندھوں پر چڑھ کر ان بُتوں کو اُتار دو۔ آپ نے عرض کیا کہ حضورؐ آپ میرے کندھوں پر سوار ہوں فرمایا علی تم میرا بوجھ سہار نہ سکو گے لہٰذا تم میرے کندھوں پر چڑھ کر یہ کام انجام دو۔ اب اس سے تو اُلٹی حضرت ابُوبکر صدیق کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ رسُول اللہ کے ارشاد کے مطابق حضرت علی حضورِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو اُٹھا نہیں سکتے تھے لیکن ہجرت کی رات حضرت ابوبکر نے حضورِ پاک کو اُٹھا لیا تھا تو اس سے حضرت ابوبکر کی حضرت علی کے مقابلے میں افضلیت ثابت ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

دلیل نمبر ۶ شیعوں کی چھٹی دلیل کہ حضرت علی کی اولاد امام ہیں۔

جواب حضرت اُبوبکر صدیق خُود بھی امام اور ان کی اولاد بھی امام ہے۔ چنانچہ حضرت اُبوبکر کے پوتے امام قاسم امام کہلاتے ہیں اور نقشبندی حضرات

---

[1] الصواعق المحرقہ ص۸۲۔

[2] جامع ترمذی شریف جلد ۲۔

کے شجرۂ طریقت میں حضرت سلمان فارسی کے بعد ان ہی کا اسم گرامی آتا ہے۔ اور حضرت ابوبکر تو ایسے امام ہیں کہ حضرت علی کے بھی امام ہیں اور ظاہر و باطن میں اُن کے امام ہیں کہ ظاہر میں حضرت علی نے اُن کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور باطن میں نماز جیسی عبادت رُوحانی اُنکے پیچھے ادا کی تھی اور حضرت ابوبکر باطن میں حضرت علی کے مُرشد بھی تھے جیسا کہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ اس وقت یہ بیعت ظاہری و باطنی دونوں طرح پر کی جاتی تھی اور رہا حضرت علی کی اولاد کا امام ہونا تو ان تمام حضرات ائمہ اہلبیت کے اسماء گرامی قرآن و حدیث میں تھوڑے ہی آئے ہیں بلکہ احادیث مبارکہ میں صرف بعض کے فضائل مروی ہیں، جیسا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے، یا کہ اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے۔ غرضیکہ ان تمام مشہور بارہ امامون کو بھی ارشادات نبویہ میں لفظ امام کے ساتھ تو یاد نہیں فرمایا گیا تو اب اس سے حضرت علی کی حضرت ابوبکر پر فضیلت کیسے ثابت ہو جائے گی۔

دلیل نمبر ۷ شیعوں کی ساتویں دلیل کہ تمام ولی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں۔

جواب یہ کہنا کہ تمام ولی حضرت علی سے ہیں، اسمیں کوئی ایسی بات نہیں کیونکہ اپنی اپنی نسبت ہوتی ہے بلکہ جن حضرات اولیاء اللہ کی نسبت فیض حضرت علی کی طرف ہے وہ حضرات بھی خلفائے ثلاثہ سے مستفید و مستفیض ہیں جیسا کہ حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کی زیادہ تر نسبت نسب اور طریقت بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف ہے لیکن آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ خلفائے ثلاثہ نے بھی مجھے رُوحانی طور پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس پاک میں فیض پہنچایا ہے۔

اور اگر ولایت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی خاص عہدہ اور مقام تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے اُن کی جزوی فضیلت ثابت ہوئی نہ کہ کلی اور کلام تو کلی فضیلت میں ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعض جزوی فضیلتوں کے تو اہل سنت قائل ہیں۔ تو پھر یہ مسئلہ متنازعہ ہے۔ یہ نہیں دلیل ایسی پیش کرو کہ جس سے تمہارے عقیدے اور دعوے کے مطابق ان کی کلی فضیلت ثابت ہو۔

دلیل نمبر ۱۰ شیعوں کی آٹھویں دلیل کہ حضرت علی کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی اس لیے حضرت علی کی فضیلت زیادہ ہے۔

جواب پہلے تو اس سے کوئی خاص برتری ثابت ہی نہیں ہوتی ورنہ تم کیا کہو گے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش خانہ کعبہ میں کیوں نہ ہوئی اور کیا حضرت علی اس وصف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی بڑھ گئے ہیں اور اگر اس فضیلت کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو پھر یہ فضیلت ہوگی اور ہمارا کلام افضلیت میں ہے نفس فضیلت میں نہیں۔ اور افضلیت سے کیا مراد ہے یہی کہ اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت و جاہ والا ہونا اسی کو کثرتِ ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں اور امام ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ شیخین یعنی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کثرتِ ثواب و نفع اسلام و مسلمین میں سب سے بڑھ کر ہیں [1]

اور فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف "المستند المعتمد" میں فرماتے ہیں کہ "افضلیت کثرتِ ثواب، قربِ خداوندی اور بارگاہِ ایزدی میں عزت سے عبارت ہے [2]

نیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نواسی امامہ دختر زینب و عمرو بن العاص بھی تو خانہ کعبہ میں پیدا ہوئی تھی تو پھر یہ فضیلت اس کو بھی حاصل ہوگئی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مخصوص فضیلت نہ رہی۔ اور اگر بالفرض ان کی مخصوص فضیلت ہو بھی جب بھی اہلسنت پر کچھ اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ ایسے میں پھر ایک جزوی فضیلت ہوگی اور اس میں تو کلام ہی نہیں کیونکہ اہلِ سنت بعض جزوی فضیلتوں کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے قائل ہیں، مگر مسئلہ متنازعہ افضلیتِ کلیہ ہے۔ جو کہ حضرت ابوبکر صدیق ہی کو حاصل ہے۔

تو یہ تھا شیعوں کے افضلیت علی کے مسئلہ میں بھی بعض دلائل کا جواب، اور اب

---

[1]: صواعق محرقہ ص ۵۹ ۔ [2]: کتاب مذکور ص ۱۹۲، و ص ۱۹۸ ۔

میں اہل سنّت کی طرف سے افضلیت اُبوبکر صدیق پر پانچویں دلیل پیش کرنے لگا ہوں۔ شیعوں کے اس مسئلہ میں بعض دُوسرے دلائل کا جواب اسی کے ضمن میں آجائیگا

افضلیتِ اُبوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اہلِ سنّت کی پانچویں دلیل

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے حضرت اُبوبکر نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے تحت آٹھ روز تک نمازیں پڑھائیں اور امام ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ۔

یہ اس بات کی نہایت واضح دلیل ہے کہ حضرت اُبوبکر سب سے افضل، خلافت کے سب سے زیادہ حقدار، اور امامت کے سب سے زیادہ لائق ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اُبوبکر کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی تھی۔ [1]

شیعوں کے افضلیتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مزید دلائل

اب شیعہ کے مسئلہ افضلیتِ علی میں یہ دلائل کر۔

دلیل نمبر۹ حضرت علی نے تیرہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔

دلیل نمبر۱۰ وُہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہیں۔

دلیل نمبر۱۱ وُہ اہل بیت میں شامل ہیں۔

دلیل نمبر۱۲ حجتہ الوداع کے موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں قرآن اور اہل بیت کو چھوڑ کر جارہا ہوں اور

---

[1]: صواعق محرقہ ص۲۳ بحوالہ ترمذی شریف جلد۱ ص۲۹۔

دلیل نمبر ۱۳ کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی ہوا اور عرش سے برات آئی وغیرہ بے سود ہیں کیونکہ اگر ان باتوں کی وجہ سے حضرت علی مرتضیٰ کو حضرت ابوبکرؓ وغیرہ پر افضلیت کلیہ حاصل ہو گئی ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عین حیات یہ ارشاد نہ فرماتے کہ! ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائے [1]

اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا بلکہ خود حضرت ابوبکر کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں تو اب حضرت ابوبکر کی افضلیت کلیہ کا مسئلہ بالکل ثابت اور واضح ہو گیا اب اسمیں کسی شک و شبہ کی مجال نہ رہی۔ ورنہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلے کا انکار اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلے میں اپنے علم کی زیادتی کا دعویٰ کرنا لازم آتا ہے۔ معاذ اللہ۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں

حضرت ابوبکر کی امامت کے لیے تخصیص فرمانا اور اسمیں آنحضرتؐ کا مبالغہ فرمانا اہل سنت و جماعت کے لیے ایک واضح دلیل ہے۔ ان کی تقدیم خلافت پر جبکہ دوسرے حضرات کے علاوہ خود حضرت علی بھی اس موقعہ پر موجود تھے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صدیق ہی کو مخصوص فرمایا اور آگے بڑھایا یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حضرت علی مرتضیٰ نے حضرت ابوبکر سے کہا تھا کہ:

اللہ کے رسول نے جب آپ کو آگے کیا ہے تو اب دوسرا کون آپ کو پیچھے کر سکتا ہے۔

---

[1] بخاری و مسلم وغیرہما۔

اور ایک اور روایت کتاب اسد الغابہ میں بروایت امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مروی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ

میں بھی وہاں پر حاضر تھا اور میں تندرست تھا بیمار بھی نہ تھا تو اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہتے تو مجھے امامت کرانے کا حکم دیتے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو امامت کرانے کا حکم دیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے مسئلہ میں ہم اسی شخص یعنی حضرت ابوبکر کے خلیفہ بلافصل ہونے پر راضی ہو گئے جس پر دین میں اللہ اور اس کا رسول راضی ہوئے تھے [1]

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایمان افروز بیان

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تفضیل کا عقیدہ یعنی حضرت علی کو حضرت ابوبکر صدیق سے افضل جاننے کا عقیدہ ایک افیونی یعنی بھنگی آدمی (افیم کھانے والے) کی برائی سے زیادہ برا ہے [2]

حق چار یار کی حقیقت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وعد اللہ الذین آمنوا منکم [3] الآیہ

اس آیت کی تفسیر میں امام رازی فرماتے ہیں کہ۔

یہ آیت چاروں اماموں (خلفاء) کی امامت پر دلالت کرتی ہے۔ اب اس سے حق چار یار کے الفاظ کا صحیح ہونا ثابت ہوا۔

امام قرطبی اسی آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی کی خلافت کو شامل ہے اور قاضی ابوبکر بن عربی فرماتے

---

[1] : ترجمہ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۶۷۹۔ [2] : ملفوظات اعلیٰحضرت بریلوی صفحہ ۳۲۲ حصہ چہارم۔ [3] : پارہ ۱۸ سورۃ نور رکوع ۷۔

ہیں کہ یہ آیت مذکورہ بالا چار خلیفوں کی امامت (خلافت) پر دلالت کرتی ہے[1] دیکھئے اس آیت کے تحت سب نے چار یاروں کا خصوصی ذکر فرمایا ہے۔

جب ہی تو ہم کہا کرتے ہیں۔ حق چار یار، حق چار یار، حق چار یار۔ ان چاروں کی بڑی ہے بہار۔ ان کے دشمن پر خدا کی مار، ان کے دوستوں کا بیڑا پار۔ ؎

جن کا ڈنکا بج رہا ہے چار سو لیل و نہار ۔۔۔ وہ ابوبکر و عمر عثمان و حیدر چار یار

اعتراض اب بعض فسادی "حق چار یار" پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یار یعنی صحابہ صرف چار ہی تو نہیں تھے پھر "حق سب یار" کہا کرو "حق چار یار" کیوں کہا کرتے ہو۔

جواب اس کا جواب یہ ہے کہ وہ یہ بتائیں کہ وہ پنجتن پاک کیوں کہا کرتے ہیں کیا صرف یہ پنج تن پاک تھے اور معاذاللہ باقی پلید، نہیں ایسا نہیں لیکن بات دراصل یہ ہے کہ بعض اوقات کسی کی تخصیص کسی خاص اہمیت کے پیش نظر ہوا کرتی ہے تو "حق چار یار" اور پنجتن پاک کی تخصیص اسی خاص اہمیت کے پیش نظر کی جاتی ہے۔ ورنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یاروں کی تعداد بھی چار سے زیادہ تھی اور وہ سبھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پاک بیویاں سبھی پاک تھے کہ آیت تطہیر اصل میں اتری ہی پاک بیویوں کے حق میں تھی۔ جیسا کہ قرآن پاک کے سیاق و سباق (آگے پیچھے کے الفاظ) سے مفہوم ہوتا ہے۔

اعتراض نمبر ۲ حضرت ابوبکر تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سسر تھے اور سسر کو یار کہنا تو بے ادبی ہے۔

جواب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر نبی کے لیے ایک خلیل (یار) ہوتا تھا اور سنو و آگاہ رہو کہ میرا خلیل یعنی یار

---

[1]:۔ احکام القرآن جلد ۳ صـ ۱۳۸ ۔

ابوبکر ہے یلہ

اب بولو یہاں پر کیا کہو گے۔

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کہتے ہیں

سہ چار یار اس کے ہیں چاروں خاصِ حق — ساری اُمت پہ وُہ رکھتے ہیں سبق
ہیں ابوبکر و عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، — دوست پیغمبر کے اور حق کے ولی ۲ہ

حضرت میاں محمد صاحب اپنی کتاب "سیف الملوک" میں فرماتے ہیں۔

سہ پیر مرید صدیق اکبر سن پہلے یار پیارے — حق جنہاندے ثانی اثنین از ہمانی لکار
یار دوجا فاروق عمرؓ سی عدل کیتا جس بھڑکے — اس شیطان رجیم رُلایا پچھے اندر بھڑکے
شب بیدار غنی سی تریجا جامع جو قرآنی — عثمان ذوالنورین پیارا بہتر یوسف ثانی
چوتھا یار پیارا بھائی خاصہ دِل دا جانی — دُلدل دا اسوار علی ہے حیدر شیرِ حقانی

شاہی سکوں پر چار یار سُنی سلاطینِ اسلام کو عقیدۂ خلافت راشدہ اور کلمۂ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، کے تحفظ کا اتنا دینی احساس تھا کہ انہوں نے اپنے شاہی سکوں کے درمیان کلمہ طیبہ اور اردگرد ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ چار خلفائے راشدین کے نام کندہ کیے تھے۔ چنانچہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا سکہ بھی اسی طرح کا تھا ۳ہ علاوہ ازیں شاہجہان بادشاہ کے سکہ پر کلمہ طیبہ اور چار یار کے نام کندہ تھے، اور

لہ :۔ و مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۵ ص ۵۲۵ و سواعق محرقہ ص ۱۲ و قسطلانی شرح بخاری جلد ۲ ص ۸۶ و فتح الباری جلد ۷ ص ۱۴)۔ ۲ہ :۔ کلیاتِ امدادیہ۔

۳ہ :۔ آئینِ اکبری جلد اول ص ۱۰۱۔

شیر شاہ سوری کے سکے پر بھی کلمہ طیبہ اور چار یاروں کے نام کندہ تھے[1]
اور اہلسنت کی مساجد میں یہ شعر لکھنے کا رواج قدیم سے چلا آ رہا ہے
چراغ و مسجد و محراب و منبر ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر

حدیث پاک کا مضمون حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ اِختَارَ اَصحَابِی علی جمیع العالمین ۔الخ

ترجمہ :۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسولوں کے بعد میرے صحابہ کو تمام جہان والوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے ، اور ان سے میرے لیے چار کو منتخب کیا گیا ہے ابوبکر عمر عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۔ پھر میرے صحابہ میں ان چاروں کو افضل قرار دیا ہے۔ اور میرے سب صحابہ فضیلت مآب اور اصحاب خیر ہیں"[2]

اب اس حدیث میں چار یارانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر خیر خصوصیت سے فرمایا گیا ہے ، اور دیگر حدیثوں میں خصوصی طور پر ان صحابہ کرام کو قطعی جنتی قرار دیا گیا ہے۔ جنکو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں۔

دیکھئے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اَللّٰہَ اللّٰہَ فی اصحابی اَللّٰہَ اللّٰہَ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضاً من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم الخ

ترجمہ :۔ پوری حدیث پاک کا ترجمہ یہ ہے۔

میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو ، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو ۔ انہیں طعن و تشنیع کا ہدف نہ بنا لینا ۔ پس جو شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے تو وہ مجھ سے بغض کے

---

[1] :۔ اُردو دائرہ المعارف زیر اہتمام دانش گاہ (یونیورسٹی) پنجاب لاہور جلد ۱۱ ص ۸۹۴ ۔
[2] :۔ ترجمہ مدارج النبوت جلد اول ص ۹۲۶ زیر عنوان مغفور کے نماز کی تعلیم۔

باعث ایسا کرتا ہے جس نے انہیں اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جو ایسا کرتا ہے (عذاب میں) پکڑ لیا جاتا ہے [1]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں

اصُول کافی جو فرقہ شیعہ کی معتبر ترین کتاب ہے اس میں لکھا ہے۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کے قریب تھی اور حضرت خدیجہ کے بطن (پیٹ) سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔

بعثت سے پہلے قاسم، رقیہ، زینب اور اُمِ کلثوم،
بعثت کے بعد طیب، طاہر اور فاطمہ علیہا السلام [2]

فرقہ شیعہ کی دوسری کتاب "حیوٰۃ القلوب" میں علامہ باقر مجلسی رقمطراز ہیں،

ترجمہ: قُرب الاسناد میں معتبر سند سے حضرت جعفر صادق سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے بطن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ طاہر، قاسم، فاطمہ، اُمِ کلثوم، رقیہ اور زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہم [3]

کُتبِ شیعہ کی ان روشن تصریحات کے باوجود جو لوگ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تین صاحبزادیوں کا انکار کرتے ہیں۔ خاندانِ نبوت سے ان کی بے مہری اور بے مروتی محتاجِ بیان نہیں۔

حضرات شیعہ نے حال ہی میں اہلِ سُنّت پر متعدد سوالات کیے ہیں جن کے جوابات ہم نے بزمِ عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ادارہ خوشیہ رضویہ لاہور کی

---

[1] :- تفسیر مظہری۔ [2] اصُول کافی ج ۱، ص ۴۳۹، مطبوعہ تہران، ایران۔
[3] :- یہ فارسی عبارت کا ترجمہ ہے۔

فرمائش پر لکھے ہیں جو آپ کے سامنے ہیں۔ اب ہمیں بھی حق پہنچتا ہے کہ ہم بھی شیعہ حضرات سے کچھ سوالات کر کے دیکھیں کر وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

شیعوں سے اہلِ سُنّت کے کچھ سوالات

سوال نمبر ۱ حضرت ابوبکر صدیق مولا علی کے امام ہیں جن کے پیچھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازیں پڑھی ہیں۔ اس پر کتب شیعہ گواہ ہیں حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ احتجاج طبرسی مطبوعہ نجف اشرف صفحہ ۹۰۔
۲۔ حق الیقین مطبوعہ تہران ص ۲۲۱۔
۳۔ ضمیمہ ترجمہ مقبول مطبوعہ لاہور، ص ۴۴۵۔
۴۔ جلاء العیون مطبوعہ تہران، ص ۱۵۰۔

سوال نمبر ۲ حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ اوّل ہیں جن کے مبارک ہاتھوں پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی۔ کتب شیعہ کے حوالے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ احتجاج طبرسی ص ۵۴۔
۲۔ حق الیقین ص ۱۹۱۔
۳۔ نہج البلاغہ حصہ دوم مطبوعہ لاہور ص ۲۸۶۔
۴۔ کتاب الروضہ۔
۵۔ فروع کافی جلد سوم ص ۲۳۹، ایضاً ص ۲۲۱۔
۶۔ تاریخ روضۃ الصفا جلد دوم مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۲۰۔
۷۔ جلاء العیون اردو ص ۱۵۴۔

سوال نمبر ۳ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے فرمایا کہ "میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کا منکر نہیں ہوں۔ لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں" لہ

سوال نمبر ۴ حضرت ابوبکر سے حضرت علی کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدس نام پر علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابوبکر رکھا۔ جو میدانِ کربلا میں اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کئی بے دینوں کو جہنم واصل کرتا ہوا شہید ہوا۔ ملاحظہ ہو کتب شیعہ کی گواہی۔

ع۱ :۔ جلاء العیون ص ۴۱۴۔

ع۲ :۔ روضۃ الشہداء ص ۲۶۲، ایضاً ۲۱۹۔

اب شیعہ حضرات تبلائیں کہ وہ ان اپنی کتابوں کی گواہی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

سوال نمبر ۵ غوثِ زمانہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف لطیف " تصفیہ ما بین سنی و شیعہ صٓ۱۹ " میں لکھتے ہیں حضرت ابوحفص نے فرمایا کہ "بعد از پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی شخص ابوبکر سے افضل نہیں"۔

اب شیعہ حضرات تبلائیں کہ وہ پیر صاحب کی اس تحریر کے بارے میں کیا کہتے ہیں"

سوال نمبر ۶ موجودہ قرآن شریف کے بارے میں شیعہ حضرات کیا کہتے ہیں سو اگر اس کو صحیح قرآن پاک تسلیم کرتے ہیں تو ان سے سوال یہ کیا جائے گا کہ یہ تو مصحف عثمانی ہے جس کے جامع حضرت عثمان غنی دامادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلیفۂ سوئم ہیں تو کیا شیعہ ان کو مومن اور خلیفۂ برحق مانتے ہیں سو اگر مانتے ہوں

لہ :۔ احتجاج طبرسی ص ۲۴۷، ایضاً ص ۲۴۸۔

تو پھر شیعہ مذہب باطل ہو گیا اور اگر یہ نہ مانیں جیسا کہ ان کا عقیدہ ہے تو پھر ان سے سوال یہ ہے کہ ایک ایسے شخص کے جمع کردہ قرآن پر کیسے یقین کیا جا سکتا ہے کہ اس نے اس میں کمی و بیشی نہیں کی ہو گی جو کہ بقول تمہارے مومن ہی نہیں اور (معاذ اللہ) بقول تمہارے ظالم و غاصب ہے۔ اور اگر شیعہ اس قرآن کو کتاب الٰہی نہیں مانتے جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب اصول کافی ایرانی کے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے کہ سیدہ فاطمہ نے فرمایا کہ ہمارا قرآن تشتر گز کا ہے" تو پھر ان سے سوال یہ ہے کہ تمہارا وہ قرآن کہاں ہے اور اگر تمہارے عقیدے کے مطابق وہ غار میں امام کے پاس ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ تم لوگ قرآن کے بغیر کیسے اسلامی زندگی گذار سکتے ہو جبکہ اللہ کی آخری کتاب ہی بقول تمہارے تمہارے پاس موجود ہی نہیں ہے۔ جواب دو۔

سوال نمبر ۷ یہ نئی ایجاد کردہ مسلمانوں سے مختلف اذان جو تم پڑھا کرتے ہو اسکو اپنی کتابوں کے حوالے سے اپنے امام اول حضرت علی مرتضیٰ، امام دوم امام حسن، امام سوم امام حسین، امام چہارم امام زین العابدین امام پنجم امام باقر، امام ششم امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کی نسبت سے تم لوگ جعفری کہلاتے ہو ان ائمہ حضرات میں سے کسی بھی امام سے یہ ثابت کر دو کہ انہوں نے اس قسم کی اذان پڑھوائی یا اس کی تعلیم فرمائی تھی۔

سوال نمبر ۸ تمہارے خیال کے مطابق ماتم کرنا بہت بڑی نیکی اور کارِ ثواب ہے۔ اب بتاؤ کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ماتم کیوں نہیں کرتے ہو کیا حضور کو (معاذ اللہ) امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کم سمجھتے ہو، محرم کے عشرہ میں تو تم نکاح کے صرف ایجاب و قبول کو بھی جائز نہیں سمجھتے ہو جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال والے دن تم لوگ ڈھول بجانے کو بھی برا نہیں خیال کرتے ہو۔ اور اگر نبی زندہ ہیں اس لیے ان کا ماتم نہیں کرتے ہو تو پھر شہید بھی بموجب ارشادِ قرآن یقیناً زندہ ہیں پھر ان کا ماتم کیوں کرتے ہو۔ اس ضمن میں یہ سوال بھی ہے کہ تمہارے امام خمینی نے ۱۹۸۴ء میں یہ اعلان کیا تھا جو کہ ایران کے علاوہ پاکستان کے اخبارات

جرائد ورسائل میں بھی شائع ہُوا کہ یہ تعزیہ کی رسم بالکل فضول اور اسراف ہے۔ اس کو
بند کرو کیونکہ اسراف گناہ ہے، اور یہ رسم کسی امام کی ہدایت و تعلیم کے مطابق نہیں ہے
اب تم لوگ بتاؤ کہ خمینی صاحب تعزیہ کی رسم کا انکار کرکے شیعہ نہیں رہے یا کہ تم
لوگ تعزیہ کی رسم اپنا کر بقول خمینی گناہ گار ٹھہرے۔ ہاں بولو اور جواب ضرور دو۔

سوال نمبر ۹ شیعہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دن کیوں نہیں مناتے جبکہ وُہ بھی اُنکے (شیعہ) نزدیک امام معصوم ہیں اور امام حسین نے انکے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

سوال نمبر ۱۰ حضرت شہر بانو جو کہ امام زین العابدین اور حضرت علی اکبر شہید کی والدہ تھیں انکو حضرت عمرؓ فاروق کے دورِ خلافت میں انکے حکم کے تحت جہادِ
ایران کے دوران گرفتار کرکے لونڈی بنا کر لایا گیا تھا جس کا عقدِ نکاح حضرت عمرؓ نے حضرت علی
کی موجودگی میں امام حسین سے کر دیا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر بقول تمہارے حضرت عمرؓ
خلیفہ برحق ہی نہیں تھے تو پھر ان کے حکم کے تحت جہاد کیا؟ اور اگر وُہ جہاد ہی صحیح نہیں
تھا تو پھر حضرت شہر بانو کو لونڈی بنانا، اور اس کے بعد حضرت عمرِ فاروق کا امام حسین
سے ان کا عقدِ نکاح کرنا اسلامی نکتۂ نظر سے کیا معنے رکھتا ہے؟ جواب دو۔ تو یا حضرت عمرؓ
کی خلافت کو صحیح مانو یا پھر اس نکاح کو معاذ اللہ غلط۔ مذکورہ واقعہ کے لیے شیعہ مذہب
کی کتاب "اصول کافی بر حاشیہ مرآت العقول کا صفحہ ۳۹۵ دیکھئے!

والحمد للہ رب العلمین

تمت بالخیر